شرعِ صاحبِ میلاد ﷺ

طلاق ثلاثہ قرآن و سنت کی روشنی میں

(دوسری و آخری قسط)

ڈاکٹر شمس البصر
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ
اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

حضرت مجاہدؒ بیان کرتے ہیں کہ میں ابن عباسؓ کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اس نے تین طلاقیں اپنی بیوی کو دیں تو وہ خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ آپ نے عورت کو اس کی طرف واپس کیا پھر انہوں نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص احمق بنتا ہے اور اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا ہے پھر اے ابن عباس اے ابن عباس پکارتا ہوا آتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو وہ اس کے لئے (کوئی نہ کوئی) راستہ نکال لیتے ہیں چونکہ تم نے خدا سے خوف نہیں کھایا لہٰذا میں تمہارے لئے کوئی راستہ نہیں پاتا تمہاری زوجہ تم سے بائنہ ہو چکی ہے اور تم گناہ کے مرتکب ہوئے ہو۔

ایک اور روایت کچھ اس طرح سے ہے:

۲۔ ''عن عبداللہ بن عباسؓ انہ سئل عن رجل طلق امراتہ مائۃ تطلیقۃ: قال عصیت ربك وبانت منك امراتك لم تتق اللہ فیجعل لك فخرجًا ثم قرأ یاایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن......'' (۵۲)

ترجمہ: ابن عباسؓ سے ایک شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا، جس نے اپنی

زوجہ کو سو طلاقیں دی تھیں آپ نے فرمایا تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تمہاری بیوی تم سے بائنہ ہو گئی تم اللہ سے نہیں ڈرے تاآنکہ وہ تمہارے لئے کوئی راستہ نکال دیتے۔ پھر ابن عباسؓ نے آیت "یاایھا النبی......" تلاوت کی۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی بات کی تائید اسی آیت سے ہو جاتی ہے ارشاد ہے :

"ذالکم یوعظ به من کان منکم یؤمن باللہ والیوم الاٰخر ومن یتق اللہ یجعل له مخرجاً"(۵۳)

ترجمہ : یہ نصیحت ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے (پریشانیوں) سے نکلنے کا راستہ نکال لے گا۔

بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ جو طلاق کے معاملے میں اللہ سے نہیں ڈرا اس کے لئے رجعت کا راستہ کھلا رہے۔ اگر طلاق ثلاثہ کو ایک ہی ماننا تھا تو "ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا" کے نزول کا مقصد اور کیا ہو سکتا ہے؟ اور لفظ "مخرج" کا اس کے علاوہ اور کیا مفہوم نکل سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث اس طرح سے بھی مروی ہے۔

۳۔ **عن عبداللہ بن عمر انه طلق امراته تطلیقة وهی حائض ثم اراد ان یتبعها بتطلیقتین اخروین عند القرئین الباقیین فبلغ ذالك رسول اللہ ﷺ فقال یا ابن عمر ما هکذا امر اللہ تبارك وتعالیٰ انك قد اخطأت السنة والسنة ان تتقبل الطهر فتطلق لکل قرء قال فامرنی رسول اللہ ﷺ فراجعتها ثم قال لی اذا هی طهرت فطلق عند ذالك او امسك فقلت یا رسول اللہ افرایت لو انی طلقتها ثلاثا کان یحل لی ان اراجعها قال لا کانت تبین منك و تکون معصیة (۵۴)**

ترجمہ : حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی زوجہ کو حالت حیض

ایک طلاق دی پھر ارادہ کیا کہ باقی دو قروء میں آخری دو طلاقیں دیں تا آنکہ حضور ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابن عمرؓ تم نے سنت کے خلاف کیا۔ پھر ان کو اپنی زوجہ سے رجوع کا حکم دیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دیتا تو کیا میرے لئے رجوع کرنا حلال ہوتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں، وہ تم سے بائنہ ہو جاتی اور یہ عمل معصیت ہوتا۔

اسی طرح کی ایک اور روایت ہے :

۴۔ **و كان ابن عمر اذا سئل عن ذالك قال احدهم ان كنت طلقتها ثلاثا فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك و عصيت الله عزوجل فيما امرك من طلاق امراتك (۵۵)۔**

ترجمہ : جب عبداللہ بن عمرؓ سے اس سلسلے میں سوال کیا گیا تو کسی ایک کو آپ نے فرمایا اگر تو اسے طلاق دیتا تو وہ تجھ پر حرام ہو جاتی یہاں تک کہ وہ تیرے علاوہ کسی اور سے نکاح کرتی۔ تو نے اپنی بیوی کی طلاق کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

سنن دار قطنی کی ایک روایت ہے۔

۵۔ **"ان حفص بن المغيرة طلق امراته فاطمة بنت قيس على عهد رسول الله ﷺ ثلث تطليقات فى كلمة واحدة فابانها منه النبى ﷺ لم يبلغنا ان النبى ﷺ عاب ذالك منه" (۵۶)**

ترجمہ : حفص بن مغیرہ نے اپنی زوجہ فاطمہ بنت قیس کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک ہی کلمہ میں تین طلاقیں دیں تو نبی کریم ﷺ نے ان کی زوجہ کو ان سے الگ کر دیا۔ ہمیں کوئی ایسی بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے برا جانا ہو۔

اس سلسلے میں ایک اثر اس طرح سے وارد ہوئی ہے۔

۶۔ "عن سلمة بن ابی سلمة بن عبدالرحمن عن ابيه ان عبدالرحمن بن عوف طلق امراته تماضر بنت الاصبع الكلبية وهی ام ابی سلمة ثلاث تطليقات فی كلمة واحدة فلم يبلغنا ان احدا من اصحابه عاب ذلك" (۵۷)

ترجمہ : سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی بیوی تماضر بنت الاصبع الکلبیہ جو کہ ابو سلمہ کی ماں تھیں کو تین طلاقیں دیں ہمیں نہیں معلوم کہ ان کے اصحاب میں سے کسی کو یہ برا لگا ہو"۔

۷۔ عن انس قال معاذ بن جبل يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول يا معاذ من طلق البدعة واحدة او اثنين او ثلث الزمناه بدعته (۵۸)

ترجمہ : حضرت انس سے مروی ہے کہ معاذ ابن جبلؓ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے معاذ جس نے طلاق بدعی دی (چاہے) ایک ہو یا دو ہوں یا تین، ہم اس کی بدعت اس پر لازم کر دیں گے۔

حضرت عویمر عجلانیؓ سے متعلق حدیث اختصار کے ساتھ کچھ اس طرح سے ہے :

۸۔ "فقال يارسول الله ﷺ ارايت رجلاً وجد مع امراته رجلا ايقتله فتقتلونه؟ ام كيف يفعل؟ فقال رسول الله ﷺ قد انزل الله فيك و فی صاحبتك فاذهب فات بها قال سهل فتلاعنا و انا مع الناس عند رسول الله ﷺ فلما فرغا من تلاعنهما قال عويمر كذبت عليها ان امسكتها فطلقها ثلاثاً قبل ان يامره رسول الله ﷺ (۵۹)

ترجمہ : پس اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو پائے اور اسے قتل کر دے تو پھر آپ اسے قتل کریں گے یا کیا کریں گے ؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اور تمہاری بیوی

کے سلسلے میں اللہ کا حکم نازل ہو چکا ہے تو جا اور اسے لے آ۔ حضرت سہلؓ کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے لعان کیا اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لوگوں میں تھا جب وہ دونوں ایک دوسرے پر لعان کرنے کے بعد فارغ ہوئے تو حضرت عویمرؓ نے کہا اگر میں نے اسے (اب بھی) ساتھ رکھا تو جھوٹا کہلاؤں گا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے اجراء سے پہلے اسے تین طلاقیں دیں۔

۹۔ ''عن سوید بن غفلة قال كانت عائشة الخثعمية عندالحسن ابن على فلما قتل قالت لتهنئك الخلافة قال يقتل على تظهرين الشماتة اذهبى فانت طالق يعنى ثلاثة قال فتلفعت بثيابها و قعدت حتىٰ قضت عدتها فبعث اليها ببقية بقيت لها من صداقها و عشرة آلاف صدقة فلما جاء ها الرسول قالت (متاع قليل من حبيب مفارق) فلما بلغه قولها بكى ثم قال لولا انى سمعت جدى او حدثنى ابى انه سمع جدى يقول ايما رجل طلق امرأته ثلاثا عند الاقراء او ثلاثا مبهمة لم تحل له حتىٰ تنكح زوجا غيره'' (۶۰)

ترجمہ: سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ عائشہ الخثعمیہ حسن بن علیؓ کے نکاح میں تھیں حضرت علی جب شہید ہوئے تو انہوں نے حضرت حسنؓ سے کہا ''خلافت مبارک ہو'' حضرت حسن نے کہا کہ قتل کے اوپر خوشی کا اظہار کر رہی ہو جا تجھے تین طلاقیں۔ (راوی نے بیان کیا ہے) کہ اس نے اپنے کپڑے سمیٹے اور عدت میں بیٹھ گئی عدت کے ختم ہونے پر حضرت حسن نے اس کی طرف باقی مہر اور دس ہزار صدقہ بھیجا جب قاصد اس کے پاس پہنچا تو اس (عورت) نے کہا علیحدہ ہونے والے دوست کی طرف سے قلیل تحفہ ہے جب اس کی خبر ان (حضرت) کو پہنچی تو رو دئے اور کہا

اگر میں نے اپنے نانا سے (یا راوی کہتا ہے کہ کہا میرے والد نے میرے نانا سے) یہ نہ سنا ہوتا کہ جس کسی نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دیں بوقت حیض یا ایک ساتھ تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں رہتی یہاں تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے تو میں اس سے رجوع کر لیتا۔

طلاق سے متعلق قرآنی آیات "**الطلاق مرتان......**" "**و اذا طلقتم النساء......**" اور "**یاایها النبی اذا طلقتم النساء......**" پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات زیادہ سے زیادہ طلاق کے طریق کار سے متعلق ہیں' امام ابن حزم نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے "کہ قرآن کی یہ آیات ایک یا دو طلاقیں دینے کے طریقہ کو اختیار کرنے سے متعلق وارد ہوئی ہیں۔"(٦١)

جہاں تک عبداللہ بن عباسؓ کی اس حدیث کا تعلق ہے جس کے مطابق یکمشت تین طلاقیں عہد رسالت' عہد صدیقیؓ اور خلافت عمرؓ کے ابتدائی دو سال تک ایک ہوتی تھیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان تینوں ادوار میں کس کس واقعے میں تین طلاقوں کو ایک قرار دیا گیا تھا؟ کیا عہد رسالت' عہد صدیقی اور عمر فاروق کے ابتدائی دو سالہ خلافت کی کوئی ایک مثال ایسی ہے جو اس کا ثبوت فراہم کر سکے۔ پھر خصوصی طور پر حضرت عمرؓ کے دور کے دو قسم کے فیصلے بھی ہوں گے۔ ایک مخصوص دو سالہ دور اور دوسرا دو سال کے بعد کا زمانہ۔

ابتدائی دو سال کے بارے میں کوئی فیصلہ شاید نہ مل سکے۔ حالانکہ ایک طلاق کے ثبوت کیلئے یہ بھی کافی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے جب تین طلاقوں کو تین قرار دے کر سابقہ فیصلوں کے برعکس رائے قائم کی ہوگی' تو اس سے بہت سارے مسائل نے جنم لیا ہوگا۔ کیونکہ جو خاتون تین طلاقوں کے بعد پہلے اپنے شوہر کے لئے حلال تھی حضرت عمرؓ کے فیصلے سے فوری طور پر حرام ہو گئی تو صحابہ کرام میں سے یقیناً ایسے کئی ہوں گے جنہوں نے ان کے اس فیصلے پر اعتراض کیا ہوگا۔ اگر حضرت عمرؓ کی قمیض پر اعتراض ہو سکتا ہے جیسا کہ مروی ہے۔

"عن العتبی قال: بعث الی عمر بحلل فقسمها فأصاب کل رجل ثوب. ثم صعد المنبر و علیه حلة والحلة ثوبان' فقال ایها الناس ألا تسمعون؟ فقال سلمان: لا نسمع. فقال عمر

لم یا أبا عبداللہ؟ قال انك قسمت علینا ثوبا ثوبا و علیك حلة فقال لا تعجل یا أبا عبداللہ ثم نادی: یا عبداللہ. فلم یجبه أحد فقال یا عبداللہ بن عمر فقال: لبیك یاأمیر المؤمنین فقال نشدتك اللہ' الثوب الذی ائتزرت به أهو ثوبك؟ قال: اللهم نعم قال سلمان فقل الان نسمع" (۶۲)

ترجمہ : العتبی سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے تو انہوں نے ہر ایک آدمی کو ایک ایک کپڑا تقسیم کیا۔ اس کے بعد منبر پر چڑھے جبکہ خود دو کپڑے لئے ہوئے تھے اور فرمایا۔ اے لوگو! کیا تم سنتے نہیں ہو؟ تو سلمان فارسیؓ نے جواباً کہا ہم نہیں سنتے حضرت عمرؓ نے کہا اے ابو عبداللہ کیوں نہیں؟ انہوں (سلمان فارسیؓ) نے کہا کہ ہم پر آپ نے ایک ایک کپڑا تقسیم کیا ہے اور آپ کے پاس (زائد) کپڑا ہے تو انہوں نے کہا اے ابو عبداللہ جلدی مت کرنا پھر آواز دی۔ اے عبداللہ تو کسی نے جواب نہ دیا پھر فرمایا یا عبداللہ بن عمرؓ انہوں نے کہا ہاں یا امیر المؤمنین' تو فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ جو کپڑا میں نے ازار کے طور پر لیا ہوا ہے کیا یہ آپ کا ہے اس (حضرت عبداللہ بن عمرؓ) نے کہا ہاں پھر سلمان فارسیؓ نے کہا کہ اب کہو ہم سنتے ہیں۔

اسی طرح خلاف قرآن مہر کے تقرر پر اگر عورت معترض ہوئی۔ چنانچہ روایت ہے:

"عن مسروق قال رکب عمر بن الخطاب منبر رسول اللہ ﷺ ثم قال ایها الناس ما اکثارکم فی صداق النساء وقد کان رسول اللہ ﷺ و اصحابه والصدقات فیما بینهم اربعمائه درهم فما دون ذلك. لو کان الاکثار فی ذلك تقوی عنداللہ او کرامة لم تسبقوهم الیها فلا عرفن ما زاد رجل فی صداق امراة علی اربعمائه درهم ثم نزل فاعترضته امراة من

قريش فقالت ياامير المؤمنين نهيت الناس ان يزيدوا فى مهر النساء على اربعمائة درهم؟ قال نعم فقالت اما سمعت ما انزل الله فى القرآن؟ قال واى ذلك؟ اما سمعت الله يقول "و اتيتم احداهن قنطاراً......" قال نعم غفرا' كان الناس افقه من عمر ثم رجع فركب المنبر فقال: ايها الناس انى كنت نهيتكم ان تزيدوا النساء فى صدقاتهن علىٰ اربعمائة درهم فمن شاء ان يعطى من ماله ما احب" (۶۲)

ترجمہ: حضرت مسروق سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے ممبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر کہا اے لوگو! تم عورتوں کے مہر زیادہ کیوں کر رکھتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور صاحبہ کرام کے آپس کے مہر چار سو درہم سے زیادہ نہ تھے اگر زیادہ سے زیادہ مہر میں بھلائی یا اللہ کے ہاں تقویٰ کی بنیاد ہوتی تو اس کی طرف تم لوگ سبقت نہ کرتے اس لئے کوئی فرد عورت کا مہر چار سو درہم سے زیادہ مقرر نہ کرے پھر جب وہ اترے (ممبر سے) تو اس پر قریش کی ایک عورت نے اعتراض کیا اور کہا اے امیر المؤمنین کیا آپ نے لوگوں کو منع کیا ہے کہ وہ عورتوں کے مہر چار سو درہم سے زیادہ مقرر نہ کریں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! تو پوچھنے لگی کیا آپ نے سنا ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کیا نازل فرمایا ہے فرمایا وہ کیا ہے؟ کہنے لگی کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے (واتیتم احداھن قنطارا) یعنی تم ان میں سے کسی کو ڈھیروں مال دو......" فرمایا: ہاں! اللہ بخشش فرمائے۔ لوگ عمرؓ سے زیادہ فقیہہ ہیں پھر واپس ہوئے اور منبر پر چڑھ کر کہا اے لوگو! میں نے تمہیں کہا تھا کہ عورتوں کا مہر چار سو درہم سے زیادہ مقرر نہ کرو (اب) جو جتنا چاہے اپنے مال میں سے دے دیا کرے۔"

طلاق کے بعد حلت اور حرمت کا معاملہ تو اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ حضرت عمرؓ کی

احتیاط کا عالم تو قرآن وحدیث سے متعلق ان کی درج ذیل روایت سے ہوتا ہے۔

"ان عمر بن الخطاب اراد ان یکتب السنن و استشار فیه اصحاب رسول الله فاشار علیه عامتهم بذلك فلبث شهرا یستخیر الله فی ذلك شاکا فیه ثم اصبح یوماً وقد عزم الله له فقال انی کنت ذکرت لکم من کتاب السنن ماقد علمتم ثم تذکرت فاذا أناس من اهل الکتاب من قبلکم قد کتبوا مع کتاب الله کتبا فاکبوا علیها و ترکوا کتاب الله و انی والله لا ألبس کتاب الله بشیء فترك کتابة السنن" (۶۴)

ترجمہ : حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ احادیث قلمبند کرنے کا ارادہ کیا تو اس سلسلے میں صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو ان میں سے اکثر نے انہیں ایسا کرنے کا مشورہ دیا تو وہ اس کے بعد ایک ماہ تک تذبذب کی حالت میں استخارہ کرتے رہے یہاں تک کہ ایک دن اللہ کی طرف سے ان کے دل میں یہ بات آئی اور کہا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہارے ساتھ احادیث لکھنے کی بات کی تھی پھر مجھے یاد آیا کہ اہل کتاب میں سے کچھ لوگوں نے کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ کچھ لکھا تھا تو وہ اسی پر جھکے اور اللہ کی کتاب کو انہوں نے چھوڑا۔ قسم خدا کی میں کتاب اللہ کے ساتھ کوئی ملاوٹ نہیں کروں گا اور انہوں نے کتابت حدیث کو ترک کر دیا۔

احادیث کے قبول کرنے کے سلسلے میں احتیاط کا عالم یہ تھا کہ صحابہ کرامؓ کو زیادہ احادیث روایت کرنے سے منع کیا تھا۔ اسی طرح روایات کو جانچنے کے لئے طریقہ کار انہوں نے ہی وضع کیا۔ چنانچہ مروی ہے۔

"هو الذی سن للمحدثین التثبت فی النقل ولما کان یتوقف فی خبر الواحد اذا ارتاب" (۶۵)

ترجمہ : انہوں نے محدثین کے لئے روایت میں جانچ پڑتال اور خبر واحد میں

شک کی صورت میں توقف کا طریقہ کار وضع کیا۔

قرآن و سنت کے حوالے سے اتنے احتیاط کے باوجود بھی کیا ان سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے قرآن و سنت کے منشاء سے ہٹ کر کوئی ایسی رائے قائم کی ہوگی جو "**ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا**" کے بنیادی نظریے کے خلاف ہو۔ **نعوذ باللہ من ذالك۔**

علامہ ابن القیم کے نزدیک صحابہ کرام کی اکثریت تین طلاقوں کو ایک قرار دیتی ہے۔

شاید اس کا ثبوت فراہم کرنا مشکل ہو۔ اس کے برعکس اس وقت کے مشہور ترین فقہاء اور مفتیان حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابتؓ ہیں۔ ان کی غالب اکثریت سے تین طلاقوں کا وقوع ثابت ہے۔ جہاں تک تین طلاقوں کے ایک ہونے پر اجماع کی بات کا تعلق ہے تو اس کا ثبوت بھی حدیث ابن عباسؓ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ اگر اجماع منعقد ہوا تھا تو ابوبکر صدیقؓ کے دور کی کوئی مثال تو ہوتی۔ اس کا کوئی نہ کوئی ثبوت تو ہوتا۔ اگر اس وقت کے اجماع کو مان لیا جائے اور یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ حضرت عمرؓ نے تین طلاقوں کو تین قرار دیا اور اس سلسلے میں کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی تو یہاں بھی اجماع منعقد ہو گیا ہوگا۔

تاریخی اعتبار سے یہ بات زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ کہ اس تاسیسی دور میں حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام کے علم اور آراء سے استفادہ کرنے کے لئے ان کے مدینہ سے باہر جانے پر پابندی لگائی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اس وقت مدینہ صحابہ کرام کا گڑھ بن چکا تھا۔ اگر حضرت عمرؓ نے اتنا اہم فیصلہ کیا ہوتا تو یقیناً کچھ صحابہؓ ایسے ہوتے جو اس فیصلہ سے اتفاق نہ کرتے۔ اس سلسلے میں ایسی کوئی مثال نہیں ہے کہ کسی نے حضرت عمرؓ کی اس سلسلے میں مخالفت کی ہو۔ یا کم از کم کوئی فتویٰ دیا ہو بلکہ اس کے برعکس صورتحال یہ تھی کہ نہ صرف صحابہ کرام بلکہ تابعین اور تبع تابعین بھی تین طلاقوں کو تین ہی سمجھتے رہے۔ حضرت عمرؓ کے دور میں ریاست کی حدود کافی وسیع ہو گئی تھیں اسی طرح حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ادوار میں بھی کسی نے طلاق کے سلسلے میں اختلاف نہیں کیا۔ کیا طلاق ثلاثہ کے وقوع کے ثبوت کے لئے یہی بات کافی نہیں ہے؟ اگر فرض کیا جائے کہ

حضرت عمرؓ نے تین طلاقوں کو ایک کی جائے تین ہی قرار دیا تھا' جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اس کے برعکس تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت عمرؓ کو حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینے کا اختیار حاصل تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ طلاق ثلاثہ کو ایک طلاق قرار دینے کے قائلین ایک طرف تو حضرت عمرؓ کی شخصیت کے حوالے سے ان کے قول کا جواز ''ضرورت اور تعزیر'' کے حوالے سے جائز ثابت کرنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف ''تین'' کو ''ایک'' قرار دینے کی اپنی آراء کا مفروضہ سامنے رکھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں پہلوؤں میں بہت بڑا بعد ہے اس سلسلے میں چند سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں جن کا جواب دینا ضروری ہے۔

۱۔ کیا حضرت عمرؓ کو قرآن و سنت کا فیصلہ بدلنے کا اختیار حاصل تھا؟

۲۔ کیا حضرت عمرؓ کے مصلحت' ضرورت' تعزیر کی تعبیر کو صحابہ کرام نے بلاچوں وچرا تسلیم کیا تھا؟

۳۔ جو عورت اپنے شوہر کے لئے یکشت تین طلاقوں کے بعد حلال تھی حضرت عمرؓ نے اسے جب یکدم حرام قرار دیا۔ کیا یہ بات فوری طور بغیر حجت کے تسلیم کرلی گئی؟

۴۔ حضرت عمرؓ کا فیصلہ اگر ضرورت' تعزیر' مصلحت پر مبنی تھا تو اسے بدلنے کی ضرورت حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے عہد میں یا بعد کے لوگوں میں سے کسی نے محسوس نہیں کی۔ اگر نہیں کی تو کیوں؟

۵۔ صحابہ کرام' تابعین اور تبع تابعین میں سے بہت سارے فقہاء اور مفتیان کرام گزرے ہیں کیا ان میں سے کسی ایک نے بھی اس اہم معاملے میں اختلاف کیا ہے؟

۶۔ کیا حضرت عمرؓ نے ''ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا'' پر عمل درآمد نہیں کیا' کیا حضرت عمرؓ نے ''فاحکم بینھم بما انزل اللہ'' کو نظر انداز کر کے اپنی ذاتی رائے نافذ کی؟

۷۔ کیا حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے زیادہ ''الطلاق مرتان'' کی منشاء کو سمجھنے والے بعد میں پیدا ہوئے؟

۸۔ کیا حضرت عمرؓ نے ''الطلاق مرتان'' کے حقیقی منشاء سے ہٹ کر حکم صادر فرمایا؟

یہ تمام سوالات حقیقت کے ادراک کے لئے کافی ہیں۔ احادیث کے مجموعی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ادوار میں طلاق کے وقوع سے متعلق کوئی اختلافی نقطہ نظر نہیں تھا۔ طلاق سے متعلق مختلف آراء اس وقت سامنے آئیں جب احادیث باقاعدہ طور پر مدون ہوئیں اسی طرح طلاق سے متعلق مختلف روایات سامنے آئیں طلاق سے متعلق یہ اختلاف صرف روایت کی حد تک سامنے آیا' عملی طور پر اس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ جہاں تک حدیث ابن عباسؓ کی اس مخصوص روایت کو قبول کرنے کا تعلق ہے' تو کسی روایت کو قبول کرنے کا اصول یہ ہے کہ راوی کا عمل اس کے خلاف ثابت نہ ہو' حضرت ابن عباسؓ کے اپنے تمام فیصلے اس مخصوص روایت کے خلاف ہیں' ایسی صورت میں اس حدیث کی قبولیت کی کیا صورت ہو گی؟

دوسری طرف یہ کہنا کہ عہد رسالت میں تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں اگر ایسا ہی تھا تو یکمشت تین طلاقیں تو مسنون قرار پائیں' پھر مسنون کو بدعی کیوں کر قرار دیا جا سکتا ہے؟

وما علینا الا البلاغ

نوٹ: اس تحقیقی مضمون کے حوالہ جات و حواشی قسطِ اول میں شائع نہ ہو سکے اب پیشِ خدمت ہیں۔

درود شریف کے فضائل و برکات پر مشتمل ایک خوبصورت کتاب بالکل مفت

ایٹما، چاہت پلاسٹک انڈسٹریز

Shaikh Manzoor Ahmed

Plot No. 212 Timber Market, Ravi Road Lahore.

مجلہ فقہ اسلامی اور جناب ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب کی تالیفات

کراچی میں

مکتبہ رضویہ آرام باغ

اور مکتبہ غوثیہ ہول سیل سبزی منڈی پر بآسانی دستیاب ہیں

حوالہ جات

١. الدار قطنی' علی بن عمر' السنن الدار قطنی' بیروت : ١٣٨٦/ ١٩٦٦' ٣/٧
٢. ابن منظور' جمال الدین محمد بن مکرم' لسان العرب' بیروت : ١٤١٠/١٩٩٠' ٢٢٧/١٠.
٣. الرکی' محمد بن احمد بن بطال' النظم المتعذب فی شرح غریب المهذب بهامشه المهذب للشیرازی' مصر: ٧٧/٢
٤. الشیرازی' ابو اسحاق ابراهیم بن علی' المهذب فی فقه مذهب الامام الشافعی' مصر: ٨١/٢.
٥. الشیرازی' المهذب' ٨٣/٢.
٦. قرآن' ٢ : ٢٢٩.
٧. مالك بن انس' موطا' بیروت: ١٤٠٠/١٩٨٠' ص ٢١٥.
٨. قرآن' ٢ : ٢٣١.
٩. الحاکم' امام' المستدرك: بیروت' ٢٨٩/٢.
١٠. الشوکانی' محمد بن علی' نیل الأوطار' القاهره: ٢٣٤/٦.
١١. علوی' خالد' اسلام کا معاشرتی نظام' لاہور: ١٩٧٨' ص ١٥٥
١٢. ابن عربی' ابی بکر محمد بن عبدالله' احکام القرن' الطبعت الاولی' بیروت: ١٣٦٨/١٩٥٧' ١٩٠/١.
١٣. قرطبی' محمد ابن احمد الانصاری' الجامع الاحکام القرآن' القاهره: ١٣٥٦/١٩٣٧' ١٢٦/٣.
١٤. قرطبی' الجامع' ١٢٩/٣.
١٥. قرطبی' الجامع' ١٥٢/٨.
١٦. نجم الدین' شرائع الاسلام' ایران: ٢٠٩/٣.
١٧. ابن القیم' حافظ' زاد المعاد فی هدی خیر العباد' بیروت: ١٤١٠/١٩٩٠' ٢٥٠/٥.

١٨. ابن القيم' زاد المعاد' ٥/٢٥٠.
١٩. الدار قطنى' السنن' ٤/٢٢٧' ابن القيم' زادالمعاد: ٥/٢٤٧.
٢٠. قرآن' ٢ : ٢٣١.
٢١. قرطبى' الجامع' ٣/١٢٩.
٢٢. الحاكم' المستدرك' ٢/١٩٦.
٢٣. قرآن' ١٧ : ٢٧.
٢٤. ابن حزم' ابو محمد على بن احمد بن سعيد' المحلى' بيروت: ١٠/١٦٧.
٢٥. قرآن' ١٦ : ٤٤.
٢٦. الدار قطنى' السنن' ٣/٦.
٢٧. البيهقى' احمد ابن الحسين' السنن الكبرىٰ ملتان : ٧/٣٣٩.
٢٨. البيهقى' السنن' حيدرآباد : ٧/٣٣٦.
٢٩. الدار قطنى' السنن' ٣ / ٧.
٣٠. البخارى' محمد بن اسماعيل' جامع الصحيح' الرياض : ١٥٥٥.
٣١. قرآن' ٩ : ٦٢.
٣٢. قرطبى' الجامع' ١٨/٥١ - ١٥٠
٣٣. قرطبى' الجامع' ٣/١٣١.
٣٤. الدارمى' ابو محمد' عبدالله بن عبدالرحمٰن' السنن الدارمى' مدينة المنورة: (٢١٨٢) الترمذى' السنن' ١٠٩٧.
٣٥. قرطبى' الجامع' ٣/١٣١.
٣٦. قرطبى' الجامع' ٣/١٣١.
٣٧. البيهقى' السنن' ٧/٣٣٩.
٣٨. قرطبى' الجامع' ٣/١٢٩.
٣٩. قرطبى' الجامع' ٣/١٢٩.
٤٠. ابو داؤد' سنن' بيروت : ١٤٠٣/١٩٨٩' ٤١٤ : ٢.
٤١. ابو داؤد' سنن' ٤١٤ : ٢.

٤٢. قرآن' ٤ : ٦٥.
٤٣. قرطبی' الجامع' ٣/٢٦٣ - ٢٦٤.
٤٤. الخضری' محمد' تاریخ' التشریع الاسلامی' مصر : ص ١٢٧ - ١٢٨.
٤٥. الدار قطنی' السنن' ٤/٣.
٤٦. قرآن' ٢ : ٢١٣.
٤٧. قرآن' ٦٥ : ١ - ٢
٤٨. قرآن' ١ : ٦٥.
٤٩. قرطبی' الجامع' ١٨/١٤٨.
٥٠. قرآن' ١ : ٦٥.
٥١. البیهقی' السنن' ٧/٣٣١.
٥٢. البیهقی' السنن' ٧/٣٣١ - ٣٣٢' الدار قطنی' السنن' ٤/١٣ - ١٤.
٥٣. قرآن' ٢ : ٦٥.
٥٤. البیهقی' السنن' ٧/٣٣٤.
٥٥. البیهقی' السنن' ٧/٣٣٠ - ٣٣١.
٥٦. الدار قطنی' الالسنن' ٤/١٢.
٥٧. قرطبی' الجامع' ١٨/١٥١.
٥٨. الدار قطنی' السنن' ٢/٤٤٤.
٥٩. بخاری' الصحیح' ١١٥١ - ١١٥٢.
٦٠. البیهقی' السنن' ٧/٣٣٦.
٦١. ابن حزم' المحلی' ١٠/١٦٨.
٦٢. ابن الجوزی' ابی الفرج' صفوة الصفوة' بیروت : ١/٥٣٥.
٦٣. ابن کثیر عمادالدین ابو الفداء' تفسیر القرآن القظیم' بیروت : ١/٤٦٧.
٦٤. الخضری' تاریخ التشریع الاسلامی' ص ١٠٩.
٦٥. الذهبی' حافظ تذکرة الحفاظ' بیروت : ١/٦.

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :

میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ:

اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سا عمل سب اعمال سے زیادہ پسندیدہ ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

نماز

میں نے عرض کی:

اس کے بعد!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

ماں باپ کی خدمت

میں نے عرض کی:

اس کے بعد!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

راہِ خدا میں جہاد

(صحیح بخاری و مسلم)

منجانب | محمد شہزاد حاجی عثمان کاس